اصول فقہ کا آغاز وارتقاء......ایک جائزہ

ڈاکٹر ندیم عباس

علم اصول فقہ اسلامی علوم میں بنیادی حیثیت کا حامل علم ہے۔ مسلمان علماو محققین نے علم اصول فقہ کی بنیاد رکھی، پھر اسے بام عروج تک پہنچایا۔

علم اصول فقہ کے آغاز کی بحث کرتے ہوئے علامہ ابن خلدون فرماتے ہیں کہ اصول فقہ، اسلام میں بعد والوں کی ایجاد ہے، سلف اس سے بے نیاز تھے کیونکہ الفاظ سے معانی کے سمجھنے کے لیے اس زبانی ملکہ کے علاوہ کسی اور چیز کی ضرورت نہ تھی جو ان میں فطری طور پر پایا جاتا تھا۔ وہ قوانین جن کی احکام الہیہ کے سمجھنے کے سلسلے میں ضرورت پیش آتی ہے سب انھیں معلوم تھے۔ اسناد کے مطالعہ کی انہیں ضرورت نہ تھی کیونکہ وہ عہد نبوت کے قریب تھے۔ جب سلف کا زمانہ ختم ہوگیا تو تمام علوم، فنون میں تبدیل ہونے لگے اور فقہاء اور ارباب اجتہاد کو ان اصول وقوانین کی ضرورت پڑی تاکہ دلائل سے احکام اخذ کیے جاسکیں چنانچہ انہوں نے اسے ایک مستقل فن بنا دیا جس میں استنباط کے قوانین کو مرتب کر کے اسے اصول الفقہ کا نام دے دیا۔[۱]

ڈاکٹر محمود احمد غازی لکھتے ہیں کہ مسلمانوں نے علم اصول فقہ کو ایجاد کیا، اس سے پہلے کسی بھی مذہب یا تہذیب میں اس قسم کا علم موجود نہ تھا۔ اسلام سے پہلے دنیا میں مصری، یونانی، رومی، ہندی اور عراقی تہذیبیں تھیں۔ ان تمام میں جزوی اور فروعی مسائل کی بہت سی مثالیں ملتی ہیں مگر کسی بھی جگہ اصول فقہ ایک الگ مستقل اور جدا علم کے طور پر نہیں ملتا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ افلاطون کی مشہور کتاب جمہوریہ اور ارسطو کی قوانین میں قانون کی حیثیت کے بارے میں بہت دقیق نکات ملتے ہیں لیکن یہ ابحاث کوئی جداگانہ حیثیت نہیں اختیار کرسکیں۔ ان ابحاث کو فلسفہ، اخلاقیات یا سیاسیات کے ذیل میں ذکر کیا گیا ہے اور انھیں ان علوم سے الگ کرنا مشکل ہے۔ یہودیوں اور ہندوؤں کے پاس قوانین

کے قدیم مجموعے موجود ہیں لیکن ان کے ہاں اصول فقہ کے ابتدائی تصورات بھی بہت کم ہیں۔ اسلامی تاریخ میں مسلمان فقہاء نے آغاز میں ہی اصول فقہ کو ایک الگ علم کے طور پر متعارف کرادیا۔ مسلمانوں نے پہلی بار دنیا کو اصول فقہ جسے اصول قانون بھی کہا جاتا ہے' کا علم دیا اور دنیا میں اس علم کی کمی کا احساس کیا جارہا تھا' اس کو پورا کیا۔ مسلمان فقہاء نے دوسری صدی ہجری کے آغاز میں اس علم کی بنیاد ڈالنے پر غور فکر شروع کیا۔ ۲۔

مسلمان علما نے وقت کی ضرورت کو سمجھتے ہوئے اصول فقہ کی بنیاد رکھی۔ بعد میں اسلامی قوانین اخذ کرنے کے کام آیا۔

علم اصول فقہ کی اہمیت

علم اصول فقہ، اسلامی علوم میں اس حوالے سے بھی ممتاز ہے کہ اس میں عقل ونقل دونوں کی اہمیت کو تسلیم کرنے کے بعد ان سے یکساں استفادہ کیا جاتا ہے۔ اس کے ذریعے ہی اسلامی قانون کا استنباط کیا جاتا ہے۔ اس کی اسی اہمیت کے پیش نظر اسلامی مسالک کے تمام مدارس میں یہ علم بطور نصاب پڑھایا جاتا ہے کوئی مجتہد جب تک اس پر دسترس حاصل نہ کرلے اس وقت تک فتوی نہیں دے سکتا۔ اس علم کی اہمیت درج ذیل علما کی آراء سے واضح ہوتی ہے۔

علامہ اسنوی: علم اصول فقہ بڑی شان ومنزلت کا حامل ہے' اس میں نفع عظیم پایا جاتا ہے' اسی کے ذریعے احکام شرعیہ کو ادلہ سے اخذ کیا جاتا ہے اور اسی کے ذریعے فتاوی دیے جاتے ہیں۔ ۳۔

امام غزالی: علامہ امام غزالی کہتے ہیں کہ سب سے بہترین علم وہ ہے جس میں عقل اور نقل دونوں موجود ہوں اور اصول فقہ عقل وسمع کا حسین امتزاج ہے اور اس میں عقل ونقل دونوں سے استفادہ کیا جاتا ہے' عقل کی وجہ سے نقل سے ہاتھ نہیں اٹھایا جاتا اور اسی طرح نقل کی وجہ سے عقل کو بالکل ترک کردیا جائے ایسا بھی نہیں ہوتا۔ ۴۔

علامہ قرافی: علامہ قرافی فرماتے ہیں کہ اگر علم اصول فقہ نہ ہو تو شریعت اسلامی کے مسائل میں سے کوئی چھوٹا بڑا مسئلہ حل نہیں ہوسکتا کیونکہ ہر حکم شرعی کا کوئی سبب یا دلیل ہوتی ہے اور جب اصول فقہ کو ترک کرتے ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ اس حکم کی دلیل یا سبب کو ترک کیا جارہا ہے۔ اصول الفقہ کو ترک کرنا ایسے ہی ہے جیسے بغیر دلیل کے شریعت کو ثابت کیا جارہا ہے۔ ۵۔

عبداللہ محمد الخلیلی: مشہور محقق عبداللہ محمد خلیلی اصول الشاشی کے مقدمہ میں اصول فقہ کی اہمیت کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ علم اصول علوم شرعیہ میں بہت عالی شان عظمت کا مالک علم ہے اس کی قدر و منزلت بہت زیادہ ہے اس کے فوائد بھی زیادہ ہیں یہ اصول دین اور فروع دین دونوں کو شامل ہے۔٦

ان علما کرام کی آراء سے علم اصول فقہ کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔ یہ اسلامی فقہ کے لیے اساس کی حیثیت رکھتا ہے۔اس کے بغیر شریعت اسلامی کے احکام کو اخذ کرنا انتہائی مشکل ہے اور ممکن ہے اس کے بغیر جس نتیجہ تک پہنچیں وہ درست ہی نہ ہو۔اس لیے علما کرام نے کسی بھی مجتہد کے لیے یہ ایک بنیادی شرط قرار دی ہے کہ وہ اصول فقہ کا عالم ہو یہ اصول فقہ کی اہمیت کی دلیل ہے کہ اس کے بغیر کوئی مجتہد نہیں بن سکتا اور جو بھی شریعت سے احکام کا استنباط کرنا چاہتا ہے وہ اس کا نیاز مند ہے۔

علم اصول فقہ کا ارتقاء

علم اصول فقہ نے بتدریج ترقی کی ہے۔رسول اسلام ﷺ کے فرمودات سے صحابہ کرامؓ نے اصول وکلیات اخذ کیے۔ان میں وقت کے ساتھ ساتھ اضافہ ہوتا رہا اور بالآخر امام شافعیؒ کے زمانے تک اصول فقہ ایک الگ علم کی صورت اختیار کر گیا ہم ترتیب وار اس ارتقاء کا جائزہ لیتے ہیں۔

اصول فقہ نبی مکرم ﷺ کے زمانے میں

آپ ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو احکام کو ان کی ادلہ سے استنباط کرنے کی تربیت دی کیونکہ یہ تو ممکن نہ تھا کہ ہر صحابی ہر وقت آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر احکام دریافت کرے بالخصوص آپ ﷺ کی زندگی کے آخری زمانے میں جب اسلام کی روشنی پورے جزیرہ عرب دنیا میں پھیل چکی تھی اور تمام بڑے قبائل اسلام قبول کر چکے تھے لوگوں تک بات پہنچانے کے ذرائع انتہائی محدود تھے اور سب لوگوں کا مدینہ آنا ممکن نہ تھا بعض مسائل فوری نوعیت کے ہوتے ہیں جن کے حل کے لیے بہت زیادہ انتظار نہیں کیا جا سکتا اس لیے نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کرامؓ کی تربیت کی جس کی روشنی میں یہ لوگ اجتہاد سے کام لیتے ہوئے احکام کا استنباط کیا کرتے تھے۔اس حوالے سے حضرت معاذ بن جبلؓ اور آنحضرت ﷺ کے مابین ہونے والی یہ گفتگو انتہائی اہم ہے جو حضرت معاذ کو یمن بھیجتے ہوئے ہوئی۔

آپ ﷺ نے پوچھا کہ فیصلے کیسے کرو گے؟ تو حضرت معاذ نے جواب دیا میں اللہ کی کتاب کے ذریعے فیصلہ کروں گا۔آپ ﷺ نے پھر دریافت کیا اگر کتاب خدا میں اسے نہ پاؤ تو کیا کرو گے؟

حضرت معاذؓ نے جواب دیا میں اللہ کے رسول کی سنت کے ذریعے فیصلہ کروں گا۔آپ ﷺ نے پھر دریافت کیا اگر اللہ کے رسول کی سنت میں بھی نہ پاؤ تو کیا کرو گے' حضرت معاذ نے جواب دیا میں اپنی فہم اور رائے سے اجتہاد کروں گا تو آپ نے فرمایا خدا کا شکر ہے جس نے اپنے رسول کے رسول کو اس چیز کی توفیق دی جس سے اللہ کا رسول راضی ہے۔۷۔

اس طرح آپ ﷺ نے حضرت معاذؓ کے طریقے کی تصویب فرمائی اور ان کے جواب پر مسرت اور خوشی کا اظہار فرمایا۔اس حدیث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ آپ ﷺ نے احکام شریعت اور پیش آنے والے مسائل کو قرآن وسنت سے استنباط کرنے کی حوصلہ افزائی فرمائی اور اس حدیث کے مطابق قرآن وسنت میں درپیش مسئلہ کی دلیل نہ ہونے کی صورت میں اجتہاد کی اجازت بھی دے دی۔

ڈاکٹر محمود احمد غازی نے لکھا ہے کہ آپ ﷺ کی تربیت کے نتیجہ میں صحابہ کرامؓ نے استدلال 'استحسان' استصحاب' اجتہاد اور قیاس سے استفادہ کیا۔اس کی مثالیں کتب حدیث میں ملتی ہیں۔آپ ﷺ کے دور میں اجتہاد اور قیاس سے کام لیا گیا۔جب صحابہ کرامؓ ان اصولوں سے کام لیتے تو فوراً آپ ﷺ کی خدمت میں آتے اور اپنے اجتہاد کو پیش کرتے۔آپ ﷺ درست عمل کی تائید فرمادیتے اور اگر درست نہ ہوتا تو تصحیح فرمادیتے اور غلطی کی نشاندہی فرمادیتے۔عہد نبوی میں اجماع کا کوئی تصور نہ تھا۔اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ اجماع کی تعریف یہ ہے کہ کسی ایسے معاملہ میں جہاں کتاب وسنت کی براہ راست راہنمائی دستیاب نہ ہو امت مسلمہ کے تمام مجتہدین مل کر کسی ایک اجتہاد پر اتفاق کرلیں اور یہ واضح ہے کہ آپ ﷺ کی حیات مبارکہ میں اس کی ضرورت نہ تھی۔۸۔

نبی اکرم ﷺ کا دور بنیادی طور پر وحی کا دور ہے اس میں احکام براہ راست آپ ﷺ پر نازل ہوتے تھے۔یہ اس دور کے خصائص میں ہے کہ اس میں احکام وحی متلو یعنی قرآن یا وحی غیر متلو یعنی حدیث کی صورت میں ملتے تھے مگر اس کے باوجود اس دور میں بعض ایسے واقعات ہیں جن میں سے بعض کا ہم نے تذکرہ کیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ صحابہ کرامؓ کی اجتہاد کے حوالے سے تربیت کرتے نظر آتے ہیں۔نبی اکرم ﷺ قواعد کو بیان کرتے ہیں' ان سے اجتہاد کرنے والے صحابہ کی حوصلہ افزائی فرماتے ہیں۔یہ ایک طرح سے صحابہ کرام کو ایسے دور کے لیے تیار کیا جارہا ہے جب سلسلہ وحی بند ہوجائیگا تو اس وقت وہ کس طرح احکام اخذ کریں گے۔

علم اصول فقہ صحابہ کرام کے زمانہ میں

جب ہم صحابہ کرامؓ اور بالخصوص ان صحابہ کی زندگیوں پر نظر دوڑاتے ہیں جو فقاہت میں ید طولی رکھتے تھے توہمیں بہت سے ایسے واقعات ملتے ہیں جن سے اصول فقہ کے بہت سے قوانین کا پتہ چلتا ہے۔صحابہ کرامؓ کے سامنے جب بھی کوئی نیا مسئلہ درپیش ہوتا توسب سے پہلے قرآن مجید میں اس کا حکم دیکھا جاتا اور اگر قرآن میں اس کا حکم موجود نہ پاتے توسنت کی طرح رجوع کرتے وگرنہ اجتہاد کرتے۔

صحابہ کرامؓ نے اس دور میں استنباط احکام کے لیے کچھ قواعد وضوابط پر اتفاق کیا جن میں سے چند اہم مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔اگر قرآن وسنت میں کسی ایک موضوع کے متعلق دو حکم ملتے ہوں تو بعد والے حکم کو پہلے حکم کا ناسخ یا مخصص قرار دیا جائے گا یعنی پہلا حکم یا منسوخ قرار دیا جائے گا یا اس کے انطباق کو دوسرے حکم کی روشنی میں محدود یا مخصوص کر دیا جائے گا۔اس حوالے سے محدثین نے روایت کی ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے سوال کیا گیا کہ اگر کوئی بیوہ خاتون امید سے ہوتو اس کی عدت کیا ہوگی؟اس سوال کی ضرورت اس لیے پیش آئی کہ سورہ بقرہ کی آیت ۲۳۴ میں بیوہ کی عدت چار ماہ دس دن بیان ہوئی ہے اور سورہ طلاق کی آیت ۵ میں حاملہ کی عدت وضع حمل بیان ہوئی ہے'اب اگر کوئی بیوہ بھی ہو اور حاملہ بھی ہوتو اس کی عدت کیا ہوگی؟اس پر صحابہ کرام میں اختلاف ہے۔حضرت عبداللہ بن مسعود نے اس سوال کے جواب میں فرمایا میں گواہی دیتا ہوں کہ چھوٹی سورۃ یعنی سورۃ طلاق بڑی سورۃ یعنی سورۃ بقرۃ کے بعد نازل ہوئی ۔۹۔اس طرح حضرت عبداللہ بن مسعود نے یہ اصول بیان فرمادیا کہ بعد میں آنے والا حکم پہلے سے آئے ہوئے حکم کو یا تو فسخ کر رہا ہوگا یا اس کی تقیید کر رہا ہوگا یا اس کی تخصیص کر رہا ہوگا۔۱۰۔

۲۔کسی بھی معاملے کا فیصلہ کرتے وقت یہ دیکھنا ضروری ہے کہ اس فیصلہ کے کیا نتائج برآمد ہوں گے۔اسی طرح کسی چیز کے جائز یا ناجائز ہونے کا فیصلہ کرتے ہوئے یہ پیش نظر رکھنا چاہیے کہ اس کے کیا نتائج نکلیں گے۔اگر کسی چیز کے نتائج غلط نکل رہے ہوں تو اس چیز کو ناجائز قرار دیا جائے گا۔احادیث میں بہت سے معاملات میں یہ اصول کارفرما نظر آتا ہے۔صحابہ کرامؓ نے بھی اس اصول کی بنیاد پر بہت سے معاملات کا فیصلہ کیا۔چنانچہ حضرت عمرؓ کے دور میں شراب نوشی کی سزا کے تعین کی بابت مشورہ ہوا تو حضرت

علیؓ نے اس کے لئے اسی کوڑوں کی سزا تجویز کی اور فرمایا کہ جو شراب پیتا ہے وہ نشہ میں آ کر ہذیان بکتا ہے اور جو شخص ہذیان بکتا ہے وہ بہتان طرازی بھی کرگذرتا ہے جس کی سزا اسی کوڑے ہے۔۱۱ لہذا شراب نوشی کی سزا بھی اسی کوڑے ہونا چاہیے قانون سازی کا یہ اصول اصطلاح میں حکم بالمآل کہلاتا ہے یعنی کسی چیز کی بابت فیصلہ کرنے میں اس کے انجام اور نتائج کو پیش نظر رکھنا۔۱۲

۳۔حضرت عمرؓ کے زمانے میں یمن میں ایک عورت نے اپنے آشنا اور اس کے ایک ملازم سے مل کر اپنے سوتیلے بیٹے کو قتل کر دیا۔یمن کے گورنر حضرت یعلیؓ نے ان کی طرف ریفرنس بھیجا اور پوچھا کہ اس صورت حال میں کیا حکم ہے؟حضرت عمرؓ نے جواب میں لکھا کہ ان سب کو قتل کر دیا جائے اور فرمایا کہ اگر صنعاء کے تمام باشندے اس بچے کے قتل میں شریک ہوتے تو میں ان سب کو بچے کے قصاص میں قتل کرا دیتا۔۱۳

بعض اہل سنت علماء کے نزدیک یہاں پر انہوں نے سد ذریعہ کے اصول کو مدنظر رکھا ہے۔

۴۔حضرت عمرؓ کے زمانے میں کسی فریادی کی شکایت پر ایک خاتون کو طلب کیا گیا۔آپ کی طلبی کا حکم آنے سے وہ عورت اس قدر خوف زدہ ہوئی کہ اس کا حمل ساقط ہوگیا۔حضرت عمرؓ نے صحابہؓ سے مشورہ کیا تو حضرت علیؓ نے مشورہ دیا کہ اس بچے کی دیت آپ پر واجب ہے۔حضرت عمرؓ نے یہ رائے قبول کی اور اپنی عاقلہ کے ذریعے مرنے والے بچے کی دیت ادا کرائی۔۱۴ احناف اس کی توجیہ قیاس سے کرتے ہیں۔

۵۔حضرت عمرؓ نے بصرہ کے قاضی ابوموسی اشعریؓ کے نام امور قضاوت سے متعلق ایک تفصیلی خط تحریر کیا جس میں بہت سے اصولی مباحث کا تذکرہ بھی کیا۔آپ اس خط میں تحریر کرتے ہیں کہ جن معاملات میں قرآن وسنت کی کوئی ہدایت موجود نہ ہو اور یہ معاملات تمہارے دل میں کھٹکتے ہوں تو ان کے بارے میں خوب غور وفکر اور سمجھ سے کام لو ایسے نئے نئے مسائل حل کرنے کے لیے تم پہلے قرآن وسنت میں موجود ملتے جلتے مسائل اور اصولوں سے واقفیت حاصل کرو پھر نئے معاملات کو ان اصولوں پر قیاس کرلو اس کے بعد جو حل تمہاری رائے میں اللہ کو زیادہ محبوب اس کی مرضی کے زیادہ قریب اور حق سے زیادہ مشابہ معلوم ہو اس کو اختیار کرلو۔۱۵

اس خط میں حضرت عمرؓ قرآن وسنت سے حکم نہ ملنے کی صورت میں ان سے اصولوں کو تلاش کرنے اور پھر نئے درپیش مسائل کو ان اصولوں کے ذریعے حل کرنے کا حکم دے رہے ہیں۔قائلین قیاس بھی اس عبارت کے ذریعہ قیاس کی حجیت پر دلیل لاتے ہیں۔

★شریعت کی اصطلاح میں دوسرے پر فعل کو لازم کرنے کا تصرف　امر کہلاتا ہے۔★

صحابہ کرامؓ کے زمانے کا تحقیقی مطالعہ کرنے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی تربیت نے صحابہ کرامؓ کے اندر ملکہ اجتہاد پیدا کردیا تھا نبی اکرم ﷺ کے بعد جب فتوحات کا سلسلہ مشرق ومغرب تک پھیل گیا تو نئے نئے مسائل پیش آئے، جن کے بارے میں کوئی واضح نص موجود نہیں تھی توصحابہ کرامؓ نے فقہ کی وسعت کے اعتبار سے ادلہ فقہ میں بھی قرآن وسنت کی روشنی میں وسعت پیدا کی اور انتہائی مؤثر انداز میں درپیش مسائل کا شرعی حل تلاش کیا۔اس دور میں بھی احکام کوحاصل کرنے کے بنیادی منابع توقرآن وسنت ہی رہے مگران کے ساتھ ساتھ دیگرادلہ سے بھی استفادہ کیا گیا۔(جاری ہے)

اصول فقہ تابعین کے زمانہ میں

تابعین کا زمانہ علم کی وسعت اورترقی کا زمانہ ہے۔اس میں اسلامی سلطنت کی حدود مشرق سے مغرب تک پھیلی ہوئی تھیں۔اس لیے انھیں مختلف قسم کے نئے مسائل کا سامنا کرنا پڑا۔اس دور میں اصول الفقہ نے خاصی ترقی کی، مختلف مناہج وجود میں آئے جنہوں نے آگے چل کر مختلف مسالک کی صورت اختیار کی۔

احمد تیمور پاشا لکھتے ہیں کہ تابعین کے زمانہ میں اجتہاد نے ترقی کی اور مختلف مناہج اجتہاد وجود میں آئے۔ان مناہج کی مختلف خصوصیات تھیں۔ان تمام مناہج میں قرآن وسنت بنیادی دلیل کی حیثیت سے مشترک رہے۔اہل عراق کے ہاں نصوص میں اقوال صحابہ کے بعد قیاس کا غلبہ تھا۔اسی طرح اہل حجاز کے اجتہاد میں مصلحت غالب تھی۔۱۶؎

اس دور سے پہلے صحابہ کے دور تک اجتہاد کا مرکز مدینہ منورہ ہی تھا اگرچہ صحابہ کرام نے کوفہ، یمن اور مصر میں بھی نور علم سے ان علاقوں کوروشن کیا اور حضرت علیؓ کے دور میں تو مرکز خلافت کوفہ قرار پایا مگراس کے باوجود بڑی حدتک مدینہ کوبنیادی مقام حاصل رہا مگرتابعین کے دور میں ایک بنیادی تبدیلی یہ آئی کہ عراق اورحجاز میں دوایسے مکاتب فکر کی بنیاد پڑی جنہوں نے اسلامی فقہ اوراصول فقہ پرانتہائی گہرے نقوش چھوڑے اورآج علماء میں ان دونوں مکاتب فکر کے اثرات موجود ہیں۔ان مکاتب کواہل حدیث اوراہل الرائے کے نام سے جانا جاتا ہے۔

اس دور تک اصول فقہ کی الگ سے شناخت نہیں تھی کیونکہ لوگوں کے پاس احادیث بہت بڑی تعداد میں موجود تھیں۔فلسفہ ابھی تک امت مسلمہ میں داخل نہیں ہوا تھا۔مسائل بہت حدتک سادہ تھے مگراس دور کے بعد مسائل نے بہت زیادہ وسعت اختیار کرلی۔فلسفہ کی آمداور مملکت اسلامی کی سرحدوں میں

وسعت نے بہت سے نئے مسائل کو جنم دیا جن سے نمٹنے لیے ایک ایسے علم کی باقاعدہ ضرورت محسوس کی گئی جو ایسے قواعد فراہم کرے جن کی بنیاد پر شریعت کی روشنی میں ان مسائل کا حل نکالا جائے۔

علم اصول فقہ کا موجد کون؟

علم اصول فقہ کی باقاعدہ بنیاد کس نے ڈالی اس کا موجد کون ہے؟ اس بارے میں مندرجہ ذیل آراء موجود ہیں:

۱۔حسن صدر لکھتے ہیں کہ سب سے پہلے امام باقرؒ نے اور ان کے بعد ان کے فرزند حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے علم اصول فقہ کی بنیاد ڈالی۔انھوں نے اپنے شاگردوں کو قواعد اصول فقہ املاء کرائے۔بعد میں آنے والوں نے ان قواعد کی بنیاد پر علم اصول فقہ کو مرتب کیا۔ان کی اس بارے متصل روایات ہم تک پہنچی ہیں۔اس حوالے سے مفصل کتب موجود ہیں، جن میں سے مشہور یہ ہیں:

اصول آل الرسول اسے سید ہاشم بن زین العابدین الخوانساری الاصفہانی نے مرتب کیا ہے۔

الاصول الاعلیہ اسے علامہ عبداللہ بن محمد الرضا الغروی نے ترتیب دیا ہے۔یہ امام باقر علیہ السلام اور امام صادق علیہ السلام سے مروی احادیث اصول فقہ کی سب سے بہترین کتاب ہے۔

الفصول المھمۃ فی اصول الائمۃ اسے محدث محمد بن حسن بن علی بن الحر العاملی نے ترتیب دیا ہے۔

سید حسن صدر نے اسی موضوع پر ایک اور جہت سے بھی بات کی ہے کہ علم اصول الفقہ کی بنیاد ائمہ اہل بیت علیہ السلام نے رکھی اور اس موضوع پر پہلی باضابطہ کتاب امام جعفر صادق کے شاگرد ہشام بن حکم نے لکھی ان کی کتاب مباحث الفاظ اور ظواہر پر مشتمل تھی۔۱۷؎

محمد بن اسماعیل شعبان نے بھی کہا ہے کہ جعفریہ پہلے امام باقر علیہ السلام اور پھر امام جعفر صادق علیہ السلام کو علم اصول کا واضع کہتے ہیں۔۱۸؎

۲۔ابوالوفا افغانی نے کہا ہے اصول فقہ میں سب سے پہلی تصنیف جسے میں جانتا ہوں وہ امام ابوحنیفہؒ کی مشہور کتاب الرای ہے جس میں طرق استنباط کو بیان کیا گیا ہے۔اس کے بعد صاحبان یعنی امام ابو یوسف اور امام حسن شیبانی نے علم اصول فقہ پر کام کیا اور ان کے بعد امام شافعیؒ آتے ہیں اور انہوں نے اس علم پر کام کیا۔۱۹؎

۳۔ابن ندیم نے الفہرست میں لکھا ہے کہ محمد بن حسن الشیبانیؒ نے اصول میں کئی کتابیں لکھی ہیں جیسے

ان کی کتاب اجتہادوالرائ' کتاب استحسان اوراصول الفقہ شامل ہیں۔صاحب ھدیۃ العارفین نے ان کی ایک کتاب الاصل فی الفروع کاذکربھی کیا ہے۔استاداحمدامین لکھتے ہیں محمد بن حسن شیبانیؒ نے کتاب لکھی تھی مگروہ کتاب ہم تک نہیں پہنچی اگروہ کتاب ہم تک پہنچتی توہم اس کتاب اورامام شافعیؒ کی کتاب کاموازنہ کرتے اوردیکھتے کہ امام شافعیؒ نے اس کتاب سے کتنااستفادہ کیاہے اورخود سےعلم اصول میں کتنی اختراعات کی ہیں۔۲۰۔

۴۔امام ابویوسفؒ کی تحریروں میں اصول فقہ کالفظ تو ملتاہے اب اس سے معنی لقبی مراد ہو یامعنی اضافی مراد ہو'یہ لفظ استعمال کرناان کے اصولی منہج پردلالت کرتاہے۔مناقب امام اعظم میں آیاہے کہ ابویوسف پہلےشخص ہیں جنہوں نے مذہب حنفیہ کے مطابق اصول فقہ لکھی شیخ مصطفی عبدالرزاق کہتے ہیں کہ سب سے پہلے ابویوسف نے مذہب حنفی کے اصول الفقہ پربات کی ہے۔

۵۔یہ بات اہل سنت علماء کے درمیان مشہور ہے کہ علم اصول فقہ کے واضع امام شافعی ہیں'انہیں دوسروں پرسبقت حاصل ہے۔

امام فخرالدین رازی لکھتے ہیں کہ لوگ اس بات پرمتفق ہیں کہ علم اصول فقہ میں سب سے پہلی تصنیف امام شافعیؒ کی ہے۔۲۱۔

امام جوینی فرماتے ہیں کہ امام شافعیؒ پرعلم اصول فقہ تصنیف کرنے پرکسی کوسبقت حاصل نہیں ہے۔بعض لوگوں نے کہاہے کہ ابن عباسؓ سے تخصیص العموم اورمفہوم کے موضوع پرکچھ نقل ہواہے۔میں کہتاہوں جب ان سے نقل ہواتوبعدوالوں نے اس پرکام کیوں نہیں کیا۔اسی طرح جب ہم تابعین اورتبع تابعین کی کتب کودیکھتے ہیں توان میں اسے نہیں پاتے۔

ابوزہرہ کہتے ہیں کہ مجتہدین میں سے یہ بات امام شافعیؒ کے ساتھ خاص ہے کہ انہوں نے اصول استنباط کومعین کیا'اس کےقواعد کلیہ کوبنایااس سبقت کی بنیادپرامام شافعیؒ واضع علم اصول ہیں۔۲۲۔

مصطفی بن محمد سلامہ نے کہاہے کہ امام شافعی؟علم اصول فقہ میں ایک الگ مستقل فن کی حیثیت سے لکھنے والے پہلے مصنف ہیں۔۲۳۔

اہل سنت جمہورکی رائے یہ ہے کہ علم اصول فقہ کے بانی امام شافعیؒ ہیں۔۲۴۔

اصول فقہ کی بنیادکس نے رکھی اس حوالے سے مندرجہ بالاآراء پائی جاتی ہیں یہ بات درست ہے کہ امام محمد باقر اورامام جعفرصادق علیہما السلام نے اصول فقہ کے بہت سے قواعدبیان فرمائے ہیں جن

پر فقہ جعفری کی بنیاد ہے اورانہیں املا بھی کرایا۔اسی طرح امام ابوحنیفہؒ اوران کے شاگردوں کی تالیفات بھی ہیں مگر امام شافعیؒ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے اصول فقہ پر جو کتاب لکھی وہ ہم تک پہنچی ہے۔ہشام بن حکم اور دیگر کچھ علما کی جن کتب کا ذکر کیا گیا ہے وہ ہم تک نہیں پہنچیں۔اس لیے جمہور کی رائے ہے کہ امام شافعیؒ نے اس علم پر پہلی باضابطہ کتاب تحریر کی ہے۔

اصول فقہ کی مشہور کتب

تمام مسالک اسلامی نے اصول فقہ کو خاص اہمیت دی ہے اور بڑے علماؑ نے اس پر کتابیں لکھی ہیں۔ہم مشہور مسالک کی چند کتب کو ذکر کرتے ہیں:

ا۔المنار

یہ کتاب ابوالبرکات حافظ عبداللہ بن احمد بن محمود النسفی متوفی ۷۱۰ھ نے تصنیف کی۔ان کی فقہ واصول میں گراں قدر تصانیف ہیں۔ابوالبرکات نسفی نے مدارک التنزیل وحقائق التاویل کے نام سے تفسیر تحریر کی جسے شہرت عامہ حاصل ہوئی۔ان کی کتاب عقائد نسفیہ معروف ہے۔القند فی ذکر علماء سمر قند بھی ان کی کتاب ہے جو علماء کے حالات پر مشتمل ہے۔

کتاب المنار کا متن علامہ بزدوی اور علامہ سرخسی کے اصول الفقہ سے ملخص ہے۔اس میں انہوں نے اس بات کا خیال رکھا ہے کہ بزدوی کی ترتیب کو ملحوظ رکھا جائے۔

یہ کتاب کئی بار چھپ چکی ہے اوراس کا کامل نسخہ ۱۳۲۶ھ میں ترکی سے ۳۴ صفحات میں چھپا تھا۔۲۵۔

المنار کی بہت زیادہ شروح لکھی گئی ہیں۔یہ اس کی مقبولیت کی دلیل ہے مشہور شروح مندرجہ ذیل ہیں۔

ا۔کشف الاسرار فی شرح المنار: یہ مطبع البولاق مصر سے ۱۳۱۶ھ میں طبع ہوئی اس کے ساتھ ملاجیون کی شرح نورالانوار اور عبدالحلیم لکھنوی کا حاشیہ قمرالاقمار بھی تھا بعد میں دارالکتب العلمیہ بیروت نے ۱۴۰۶ھ میں اسے دو جلدوں میں شائع کیا۔

۲۔جامع الاسرار فی شرح المنار: یہ شرح شیخ محمد بن محمد بن احمد الکاکی نے تحریر کی۔اسے مکتبہ مصطفی الباز مکہ مکرمہ نے ۱۴۱۸ھ ڈاکٹر فضل الرحمن افغانی کی تحقیق کے ساتھ پانچ جلدوں میں شائع کیا۔

۳۔شرح المنار وحواشیہ من علم الاصول: اسے شیخ عبداللطیف بن عبدالعزیز امین الدین فرشتا نے لکھا دارالطباعۃ ترکی نے ۱۳۰۶ھ میں اسے چھاپا۔

۴۔**شرح شیخ عبدالرحمن بن ابی بکر ابن عینی**' یہ مختصر شرح ہے۔
۵۔**مشکاۃ الانوار فی اصول المنار**: اسے علامہ ابن نجیم نے تحریر کیا۔ اسے فتح الغفار بھی کہتے ہیں۔ یہ کتاب مطبع مصطفی البابی واولادہ مصر سے ۱۳۵۵ھ میں چھپی۔
۶۔**افاضۃ الانوار علی اصول المنار**: یہ شیخ عبدالعلی محمد بن نظام الدین محمد انصاری نے لکھی۔
اس پر بہت سی مختصرات بھی لکھی گئی ہیں۔۲۶۔

۲۔مختصر المنتہی یا المختصر الاصولی

اسے شیخ ابوعمرو عثمان بن عمر الاسکندری المالکی المعروف ابن الحاجب نے لکھا۔ انہوں نے اسے اپنی کتاب منتھی الوصول والامل فی علمی الاصول والجدل سے مختصر کیا۔ یہ ایسی کتاب ہے جس کا حجم کم ہے' ترتیب اعلی ہے۔ علمی دنیا میں عظیم نام ہے علم اصول کے مہم مسائل پر مشتمل ہے۔
اس کی کئی ایک شروح لکھی گئی ہیں۔ ذیل میں چند ایک ذکر کیا گیا ہے:
۱۔**بیان المختصر**: اسے علامہ شمس الدین ابی الثنا محمد بن عبدالرحمن ابن احمد اقصہانی نے لکھا اسے مطبع دار مدنی للطباعۃ والنشر نے ۱۴۰۶ھ میں چھاپا۔
۲۔ایک شرح **قاضی شیخ عبدالرحمن بن احمد بن عبدالغفار الایجی** نے تحریر کی۔ یہ پہلی بار ۱۳۰۷ھ میں استنبول سے چھپی۔ اس میں مشہور علماء سعدالدین تفتازانی اور سید شریف جرجانی کے حاشیے ہیں۔
اس پر بہت سی شروح علما کرام نے لکھیں جو ابھی تک چھپ نہیں سکیں۔ ان میں سے مشہور علامہ تاج السبکی اور محمد بن محمد البابرتی کی شروح ہیں۔
مختصر المنتہی میں موجود احادیث کی تخریج پر بہت ساری کتب لکھی گئی ہیں ان میں سے اہم یہ ہیں:
۱۔تحفۃ الطالب بمعرفۃ احادیث مختصر ابن الحاجب اسے حافظ عمادالدین الدمشقی نے تحریر کیا۔
۲۔المعتبر فی تخریج احادیث المنہاج والمختصر اسے علامہ بدرالدین زرکشی نے لکھا۔
۳۔موافقۃ الخبر الخبر فی تخریج احادیث المختصر اسے حافظ علی بن احمد حجر العسقلانی نے تحریر کیا ہے۔۲۷۔

۳۔الرسالۃ

یہ امام شافعیؒ کی شہرہ آفاق کتاب ہے۔ اسے امام شافعی نے دوبار تحریر کیا۔ ایک رسالۃ قدیمہ اور دوسری رسالہ جدیدۃ کہلاتی ہے۔ رسالۃ قدیمہ مکہ مکرمہ میں تحریر فرمائی جس میں انہوں نے معانی قرآن' قبول

خبر واحد، حجیت اجماع، ناسخ ومنسوخ کی بحث کی تھی۔ یہ کتاب ہم تک نہیں پہنچی۔ رسالۃ جدیدۃ ہم تک پہنچی ہے۔ یہ انہوں نے مصر میں تحریر کی ہے۔ امام شافعی نے اس کا نام الرسالۃ نہیں رکھا تھا۔ انہوں نے اس کا نام الکتاب، کتابی یا کتابنا رکھا تھا۔ اسے رسالۃ اس لیے کہتے ہیں کیونکہ اسے انہوں نے عبدالرحمان بن مہدی کو بھیجا تھا۔ اس کتاب میں امام شافعی نے مندرجہ ذیل ابحاث کی ہیں۔

اجتہاد، تقلید، اجماع اور حجیت اجماع، اجماع اھل مدینہ، حجیت استحسان، مراسل، سنت، عام وخاص، قیاس مجمل اور نسخ وغیرہ۔

مندرجہ ذیل لوگوں نے اس کی شروح لکھی ہیں۔

۱۔ابوبکر محمد بن عبداللہ الشیبانی ۲۔الجوزقی النشاپوری ۳۔محمد بن علی القفال

۴۔الکبیر الشاشی ۵۔ابوالولید حسان بن محمد نیشاپوری

۶۔ابوبکر محمد بن اعبداللہ الصیرفی ۷۔ابوزید عبدالرحمن الجزوقی ۸۔وسف بن عمر۔۲۸۔

۴۔روضۃ الناظر

کتاب کا پورا نام روضۃ الناظر وجنۃ المناظر فی اصول الفقہ علی مذھب الامام احمد بن حنبل ہے۔ اسے امام علامہ ابومحمد عبداللہ بن احمد بن قدامۃ المقدسی متوفی ۶۲۰ھ نے تالیف کیا۔

ابن بدران کہتے ہیں کہ جو مالکی فقہ کے اصول کو جاننا چاہتا ہے، یہ کتاب اس کے لیے بہترین ہے۔ روضۃ الناظر کو علم اصول میں وہی مقام حاصل ہے جو فقہ میں المقنع کو حاصل ہے۔

یہ کتاب مطبعہ سلفیہ قاھرہ سے ۱۳۷۸ھ میں اور جامعہ امام محمد بن سعود الاسلامیہ سے ۱۳۹۷ھ میں ابن قدامۃ وآثارہ الاصولیۃ کے نام سے ڈاکٹر عبدالعزیز کی تحقیق کے ساتھ دوجلدوں میں چھپی ہے۔ مکتبہ الرشد ریاض نے اسے عبدالکریم النملہ کی تحقیق کے ساتھ تین جلدوں میں طبع کیا ہے۔۲۹۔

اس کی چند شروح یہ ہیں:

۱۔**نزھۃ الخاطر العاطر شرح روضۃ الناظر** اسے شیخ عبدالقادر بن احمد بن مصطفی بدران نے تالیف کیا۔ یہ دوجلدوں میں مکتبہ سلفیہ مصر سے چھپ چکی ہے۔

۲۔**مذکرہ اصول الفقہ علی روضۃ الناظر** اسے علامہ محمد امین بن مختار الشنقیطی نے تالیف کیا ہے۔ اسے مکتبہ سلفیہ مدینہ منورہ نے طبع کیا ہے۔

☆ گستاخ رسول کو سر کا خطاب قابل مذمت ہے ☆

۳۔اتحاف ذوی البصائر بشرح روضۃ الناظر اسے ڈاکٹر عبدالکریم النملہ نے تالیف کیا ہے۔اسے دارالعاصمہ ریاض نے ۱۴۱۷ھ میں آٹھ جلدوں میں تالیف کیا ہے۔

اس کے اختصارات بھی چھپے ہیں، جیسے:

۱۔کتاب البلبل فی اصول الفقہ اسے نجم الدین سلیمان بن عبدالقوی الطوفی نے تالیف کیا ہے۔۳۰۔

۲۔مختصر الروضۃ اسے شیخ محمد بن ابی الفتح بن ابی الفضل البعلی نے تالیف کیا ہے یہ مخطوط شکل میں جامعہ ام القری مکہ مکرمہ میں موجود ہے۔۳۱۔

۵۔العدۃ فی اصول الفقہ

اس کے مصنف ابوجعفر محمد بن حسن طوسی (م ۴۶۰ھ) ہیں۔انھیں شیخ الطائفہ بھی کہاجاتا ہے۔کتاب العدۃ بارہ ابواب پر مشتمل ہے، ہر باب کی چند فصول ہیں۔ابواب کی وسعت سے ان فصول کی تعداد میں بھی اضافہ ہوجاتا ہے پہلاباب تعارفی ہے۔اس میں چھ فصول ہیں دوسراباب خبرواحد سے متعلق ابحاث پر مشتمل ہے۔یہ خاصالمباباب ہے۔کتاب العدۃ کا سب سے بڑاباب پانچواں ہے جس میں عموم وخصوص کی بابت بحث ہے اس کی بائیس فصلیں ہیں کتاب العدۃ کی ایک خاص بات یہ بھی ہے کہ اس میں دوسرے مسالک کی آراء کو نہ صرف جگہ دی گئی ہے بلکہ ان پر مناسب تبصرہ کیا گیا ہے۔

علامہ القائینی کہتے ہیں کہ العدۃ کی دو قسمیں ہیں پہلی قسم اصول الدین اوراعتقادی مسائل پر مشتمل ہے جب کہ دوسری قسم اصول الفقہ پر مشتمل ہے۔قدماء کی لکھی گئی کتب میں یہ سب سے بسیط کتاب ہے۔اس میں فقہ کے مبادی کو بھی ذکر کیا گیا ہے جو اس دور میں کسی اور نے ذکر نہیں کیے۔علما کا کہنا ہے کہ اصول الفقہ میں اس وقت تک جتنا لکھا گیا ہے وہ شیخ طوسی نے جو تحریر فرمایا اس میں کسی حد تک آ گیا ہے۔۳۲۔

کتابیات کے مشہور ماہر آقائے بزرگ تہرانی فرماتے ہیں کہ العدۃ شیخ الطائفہ ابی جعفر محمد بن حسن بن علی الطوسی متوفی ۴۶۰ھ کی تالیف ہے۔شیخ طوسی نے اسے دو قسموں میں تقسیم کیا ہے۔یہ اصول فقہ کی بنیادی کتاب ہے۔پہلی بار بمبئی سے ۱۳۱۲ھ میں چھپی تھی، پھر حواشی کے ساتھ ۱۳۱۴ھ میں تہران سے طبع ہوئی۔۳۳۔

حواشی

۱۔ابن خلدون' علامہ عبدالرحمن بن خلدون' مقدمہ ابن خلدون' ط/۱۱' مترجم مولانا راغب رحمانی' نفیس اکیڈمی اردو بازار' کراچی' ۲۰۰۱' ص: ۲/ ۲۹۱

۲۔ڈاکٹر محمود غازی' علم اصول الفقہ ایک تعارف' شرعیہ اکیڈمی بین الاقوامی یونیورسٹی 'اسلام آباد' ۲۰۰۵ء' ص: ۱۰

۳۔الاسنوی' جمال الدین ابی محمد عبدالرحیم بن الحسن' تحقیق دکتور محمد حسن ھیتو' التمہید فی تخریج الفروع علی الاصول 'ط/۱' مؤسسہ الرسالۃ' بیروت' ۱۹۸۱ء' ص: ۴۳

۴۔قرافی شھاب الدین احمد بن ادریس بن عبدالرحمن مصری' تحقیق شیخ عادل احمد و شیخ علی محمد معوض' نفائس الاصول شرح المحصول' ط/۱' مکتبۃ نزار المصطفی الباز' ۱۹۹۵ء' ص: ۱/ ۳۵

۵۔ایضا' ص: ۱/ ۱۰۰

۶۔الشاشی' نظام الدین ابی علی احمد بن محمد بن اسحٰق' اصول الشاشی' ط/۱' تحقیق عبداللہ محمد الخلیلی 'دارالکتب العلمیہ' ۲۰۰۲ء' ص: ۷

۷۔احمد بن حنبل' مسند امام احمد بن حنبل' باب حدیث معاذ' حدیث نمبر ۲۲۰۰۶۱' مؤسسہ الرسالہ للطباعہ والنشر والتوزیع 'بیروت' طبعہ ثانیہ ۲۰۰۸ء' ص: ۳۶/ ۳۸۲' الترمذی' ابی عیسی محمد بن عیسی بن سودہ الترمذی' جامع الترمذی مع الشمائل النبوی' قرآن محل' کراچی سال اشاعت ندارد' ص: ۱/ ۱۹۳' ابی یعلی' امام ابی یعلی احمد بن علی' مسند ابی یعلی الموصلی' حدیث نمبر ۱۰۱۷' ط/' دارالکتب العلمیۃ' بیروت' ۱۹۹۸ء' ص: ۲/ ۴۴۱

۸۔ڈاکٹر محمود احمد غازی' علم اصول الفقہ کا ایک تعارف' ص: ۲۷

۹۔بخاری' محمد بن اسماعیل' الجامع الصحیح 'ط/۴' کتاب التفسیر 'باب قولہ والذین یتوفون منکم' حدیث نمبر: ۴۵۳۲ ' مکتبہ عصریہ بیروت' ۱۹۹۸ء' ص ۱۳۷۱

۱۰۔ڈاکٹر محمود احمد غازی' علم اصول الفقہ کا ایک تعارف' ص: ۹۲

۱۱۔مالک بن انس ابو عبداللہ الاصحی' موطا امام مالک' تحقیق: د۔تقی الدین الندوی' کتاب الاشربہ' باب ماجاء فی حد الخمر' ط/۱' دارالقلم' دمشق' ۱۴۱۳ھ' ص ۳/ ۸۰

۱۲۔ڈاکٹر محمود احمد غازی' علم اصول الفقہ کا ایک تعارف' ص: ۹۲

۱۳۔بیہقی' امام ابی بکر احمد بن حسن بن علی بن البیہقی' السنن الکبری' ط/ ۲' تحقیق محمد عبدالقادر عطا' دارالکتب العلمیۃ' ۲۰۰۳ء' ص: ۸/ ۳۷

☆☆☆ اتحاد امت وقت کی اہم ضرورت ہے ☆☆☆

١٤عبدالرزاق،ابوبکرعبدالرزاق بن ہمام الصعانی،مصنف عبدالرزاق،ط/٢،کتاب العقول،باب من افزعہ السلطان الکتاب ،حدیث نمبر:١٨٠١٠،تحقیق :حبیب الرحمن الاعظمی،المکتب الاسلامی ،بیروت،١٤٠٣ھ،ص:٩/٤٥٨
١٥۔البیہقی ،ابوبکراحمد بن الحسین بن علی،السنن الکبری وفی ذیلہ الجوہرالنقی،باب ماتقضی بہ،حدیث نمبر:٢٠٨٤٤،ط/مجلس دائرۃ المعارف النظامیہ الکائنۃ فی الہند،بلدۃ حیدرآباد،١٣٤٤ھ،ص٢/٤٣١
١٦۔باشا،علامہ احمد تیمور،المذاھب الفقھیہ الاربعۃ،ط/١،دارالقاری،بیروت،١٩٩٠ء،ص:٢٢
١٧۔آیۃ اللہ سید حسن الصدر،تاسیس الشیعۃ لعلوم الاسلام ،ط/١،ذوی القربی ،قم،١٤٣٤ھ،ص:١٠١٣١٠،ابن ندیم،الفہرست،ط/٢،مترجم اسحق بھٹی،ادارۃ ثقافت اسلامیہ،لاہور،١٩٩٠ء ص:٢٤٧،حلسمانی،نفائس الاصول ،ص:١/ ٤٣،لنکرانی ،محمد فاضل موحدی،اصول فقہ شیعہ ،ط/١،مرکزفقہی ائمہ اطہار،قم،ص:١/ ٤٥،القائینی ،علم الاصول ،تاریخاًوتطورا،ط/١،مکتب الاعلام الاسلامی،قم،١٤٠٥ھ،ص:٤٣
١٨۔شعبان ،محمد بن اسماعیل شعبان ،اصول الفقہ نشاتہ وتطورہ الحاجۃ الیہ ،مکتبۃ جعفرالحدیثیہ ،قاہرہ،مصر،ص:٤٣
١٩۔السرخسی،ابوبکرمحمد بن احمد السرخسی،اصول السرخسی،ط/١،تحقیق ابوالوفاالافغانی ،دارالمعرفۃ،بیروت ١٩٧٣ء،ص:١/ ٣،حلسمانی،نفائس الاصول،ص١/ ٤٤
٢٠۔ابن ندیم،الفہرست،ص ٨٤٧،حلسمانی،نفائس الاصول،ص:١/ ٤٤
٢١۔ابن حلسمانی،عبداللہ بن محمد بن علی شرف الدین ابومحمد الفہری المصری،شرح المعالم فی اصول الفقہ،ط/١،عالم الکتب للطباعۃ والنشر والتوزیع،بیروت،لبنان،ص:٢١
٢٢۔شوکانی،الامام العلامہ محمد بن علی بن محمد،ارشادالفحول الی تحقیق الحق من الاصول،ط/ ٣،دارالکتاب العربی،بیروت،٢٠٠٣،ص:١/ ٣٨
٢٣۔ابی اسلام،مصطفی بن محمد بن سلامہ،التاسیس فی اصول الفقہ علی ضوء الکتاب والسنۃ،ط/١،دارالقبس للنشروالتوزیع،٢٠٠٩ء،ص:٢٥
٢٤۔حلسمانی،نفائس الاصول،ص:١/ ٤٣
٢٥۔عبدالعزیز بن ابراہیم بن قاسم،الدلیل الی المتون العلمی ،ط/دارالعلمی للنشروالتوزیع

'ریاض'۲۰۰۰ء'ص:۲۸۲

۲۶۔ایضا'ص:۲۸۴

۲۷۔عبدالعزیز بن ابراہیم بن قاسم'الدلیل الی التون'ص:۲۹۹

۲۸۔الشافعی'الامام ابی عبداللہ محمد بن ادریس 'الرسالۃ 'ط/۱'دارالکتاب العربی'بیروت'۱۹۹۹ء'ص:۳۱و۳۲

۲۹۔عبدالعزیز'الدلیل الی المتون العلمیۃ'ص:۳۳۹

۳۰۔عبدالعزیز'الدلیل الی المتون العلمیۃ'ص:۳۴۰

۳۱۔عبدالعزیز الدلیل الی المتون العلمیۃ'ص:۳۴۱

۳۲۔القائینی'علم الاصول'ص:۱۵۵

۳۳۔تہرانی'آقائے بزرگ 'الذریعہ الی تصانیف الشیعہ'دارالاضواء'بیروت 'طبع الثانیہ سن 'ص:۱۵/۲۲۷